JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

عصمت چغتائی کے ناول "ضدی" اور "معصومہ" کے نسوانی کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ

A PSYCHOLOGICAL STUDY OF FEMALE CHARACTERS IN ISMAT CHAGHTAI'S NOVEL ""ZADI" AND "MASUMA

***ثمرہ حسین**

پی ایچ ڈی اسکالر، لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور

****ڈاکٹر محمد عطااللہ**

صدر شعبہ اردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

*****فرزانہ افضال**

پی ایچ ڈی اسکالر، لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور

ABSTRACT:

Feminine characters of Ismat Chaghatai are important, they have presented the woman with her natural needs. In his fictional literature, certain sentences and words exude the feeling of sexual pleasure. They have taught women to take away their rights, but those rights cannot be obtained only through rebellion, they can also take an easy way. Most of the problems of the characters created by Ismat Chaghatai appear to be Ismat's own problems.

KEYWORDS: Ismat Chaghatai, characters، natural needs، feeling

گھر میں عصمت چغتائی سب سے چھوٹی تھیں۔ ان کی بڑی بہنوں کی شادیاں ہو چکی تھیں۔ والدہ کا زیادہ وقت گھر کے کام کاج اور بھائیوں کے کاموں میں گزر جاتا تھا ۔وہ عصمت کو ان کے حصے کی محبت اور توجہ نہیں دے پاتی تھیں۔ عصمت کا زیادہ وقت بھائیوں کے ساتھ گزرتا تھا اسی وجہ سے وہ بھائیوں کے ساتھ مقابلہ کرتی تھیں۔ ضد کرنے عادت اور بغاوت انہوں نے بچپن ہی میں سیکھ لی تھی۔ شاید اسی وجہ سے عصمت کے ناولوں میں ماں کا کردار بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے اگر کہیں ملے تو وہ منفی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے جیسا کہ ناول "معصومہ" میں معصومہ کی ماں کا کردار جو اپنی بیٹی کو خاندان کی ضروریات پورا کرنے کے لیے حرافہ بنا دیتی ہے، "ضدی" میں پورن کی ماں کا کردار جو اپنی ضد اور انا کی خاطر اپنا بیٹا کھو دیتی ہے، "ٹیڑھی لکیر" میں شمن کی ماں کا کردار جو بچوں کو پیدا تو کرتی ہے مگر ان کی دیکھ بھال اور تربیت کی طرف سے آنکھیں موند لیتی ہے۔ عصمت کے ناول کی ماں سادہ، رحم دل، بچوں کی خاطر تکلیف برداشت کرنے والی اور نیک دل عورت نہیں ہوتی۔ یہ عصمت چغتائی کا اپنا نفسیاتی مسئلہ تھا جو ہمین ان کے ناولوں میں دکھائی دیتا ہے۔ گھر کی بڑی عورتیں جب مل بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرتیں جن میں جنسی موضوعات بھی ہوتے تھے عصمت ان کی اکثر باتیں سن لیا کرتی تھیں ۔انہیں باتوں کی وجہ سے عصمت کے ذہن میں جنسی موضوعات نے جگہ بنا لی۔ اس کے ساتھ وہ انگریزی ادب کا مطالعہ بہت شوق سے کرتی تھیں۔ نفسیاتی اور جنسی حوالے سے انہوں نے "فرائڈ" سے خوب استفادہ حاصل کیا۔ انہوں نے "انگارے" پڑھا اور اس سے متاثر ہوئیں۔ "رشید جہاں" کو وہ اپنا گرو مانتی تھیں۔ کچھ بے باکی انہوں نے وہاں سے حاصل کی۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

عصمت چغتائی کے تخلیق کردہ کرداروں کے اکثر مسائل عصمت کے اپنے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔وہ بچپن میں ماں کی شفقت اور محبت سے محروم رہیں اور یہی محرومی ان کے تخلیق کردہ کردار "شمشاد"(شمن) میں ملتی ہے۔اپنے تخلیق کردہ کردار شمن کے حوالے سے انہوں نے خود کہا ہے:

"اس ناول کی ہیروئن "شمن" قریب میں ہی ہوں اس میں بہت سی باتیں میری ہیں"(1)

عصمت چغتائی کا ہاسٹل لائف کے حوالے سے بھی ذاتی تجربہ معلوم ہوتا ہے۔"رسول فاطمہ "کا کردار ان کی ذاتی زندگی سے لیا گیا ہے۔عشق و محبت کے حوالے سے بھی وہ آزاد خیال نظر آتی ہیں۔شمن کی طرح ان کا بھی ہر لڑکے پر دل آجاتا تھا۔اس بات کا اعتراف خود انہوں نے ایک انٹرویو میں اس طرح کیا ہے:

"ہاں بھئ بہت سے عشق کئے البتہ اب گنتی یاد نہیں ہر خوبصورت لڑکا دیکھ کر آہیں بھرتی رہتی تھی لیکن اس حد تک نہیں کہ کبھی عشق میں مرنے کا سوچا۔"

محبت کی تلاش مین "شمن" بھی مختلف لڑکوں سے دوستی کرتی ہے۔عصمت چغتائی محبت سے محروم رہیں شاید اسی وجہ سے تلخ اور باغی ہو گئیں تھیں۔ عصمت چغتائی کے نسوانی کرداروں میں ہمیں بغاوت کا عنصر ملتا جو کہ ان کا اپنا نفسیاتی مسئلہ تھا۔وہ ٹیڑھی لکیر کی "شمن" کی صورت میں ہو یا سودائی کی "چاندنی" کی صورت میں۔بغاوت کی جھلک ہمیں ضدی کی "شانتا" اور دل کی دنیا کی "قدسیہ" میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔انہوں نے صرف اپنے نفسیاتی کو ہی پیش نہیں کیا بلکہ معاشرے میں موجود عورتوں کے مسائل کو بھی محسوس کیا،انہیں دیکھا اور ان کی الجھنوں کو اپنے کرداروں کے ذریعے منظر عام پر لائیں۔"بوا" اور "قدسیہ" کے کرداروں میں معاشرے کے اصولوں کی گھٹن نظر آتی ہے جسے وہ سامنے لانا چاہتی ہیں۔وہ مرد اور عورت کی برابری کی قائل تھیں۔ان کا خیال تھا اگر مرد کو آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی پسند ناپسند کا اظہار کرے،اپنی زندگی کے فیصلے خود کرے تو یہ حق اور آزادی عورت کو بھی حاصل ہونی چاہئے۔ان کے مطابق عورت کو اپنے حق کے لیے آواز بلند کرنی چاہئے۔عصمت چغتائی اپنی ذاتی زندگی میں خود مختار تھیں انہوں نے اپنی مرضی سے زندگی گزاری اپنے لیے خود فیصلے کیے مشکلات کا سامنا کیا لیکن اپنی بات پر اٹل رہیں۔وہ ہندوستان کی عورت میں یہی خود مختاری دیکھنا چاہتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے تخلیق کردہ نسوانی کرداروں میں یہ رجحان دیکھنے کو ملتا ہے۔آیئے اب ان کے ناولوں میں موجود نسوانی کرداروں کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہیں۔

عصمت چغتائی کے ناول عشق و محبت کا قصہ رکھنے کے باوجود اصل میں نفسیاتی ہوتے ہیں۔"ضدی "عصمت چغتائی کا پہلا ناولٹ ہے۔اس کی کہانی ایک ترکی ناول کا ترجمہ معلوم ہوتی ہے۔اس ناول میں عصمت چغتائی نے ایک کم عمر لڑکے "پورن" کے جنسی ردعمل اور نفسیاتی پیچیدگی کو بیان کیا ہے۔اس ناول کا مرکزی نسوانی کردار "آشا" ہے۔کہانی ناول کے ہیرو "پورن" کے گرد گھومتی ہے۔وہ اپنے والدین کا لاڈلہ،بھائی بھابی کا چہیتا اور ہر وقت ہنسنے مسکرانے والا لڑکا ہے۔وہ اپنے گھر کے لوگوں اور نوکروں سے ہر وقت چھیڑ چھاڑ کرتا رہتا ہے۔اس کے گھر کام کرنے والی آیا کی نواسی آشا سے پورن کی دوستی ہو جاتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ دوستی محبت کا روپ دھار لیتی ہے۔جب یہ خبر گھر والوں تک پہنچتی ہے تو وہ آشا کو گھر سے نکال دیتے ہیں۔پورن کو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ آشا مر چکی ہے۔کچھ عرصے بعد پورن کو شادی کے لیے منا لیا جاتا ہے۔پورن کی شادی جس گاؤں میں ہوتی ہے آشا بھی وہیں رہتی ہے۔پورن کی بارات کے دن منڈپ میں آگ لگ جاتی ہے اسی دوران وہ آشا کو دیکھ لیتا ہے۔وہ دیوانہ وار اس کی طرف جانے کی کوشش کرتا ہے مگر سب گھر والے یہ کہہ کر روک لیتے ہیں کہ آشا مر چکی ہے اور یہ تمہارا وہم ہے۔اس طرح پورن کی شادی "شانتا" سے ہو جاتی ہے۔شادی کے بعد بھی پورن گم سم اور الگ تھلگ رہتا ہے۔وہ اپنی بیوی کے حقوق پورے نہیں کرتا۔شادی کے بعد وہ مزید الجھن کا شکار ہو جاتا ہے اور کسی چیز میں دلچسپی نہیں لیتا۔اس کی بیوی اس کا بہت انتظار کرتی ہے اور تنگ آکر مہیش نامی ایک لڑکے سے سر عام عشق لڑاتی ہے۔اس بات پر تمام گھر والے پورن کی عزت نفس جگانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

چپ چاپ سب دیکھتا رہتا ہے۔ اس کو فرق نہیں پڑتا کہ اس کی بیوی کیا کرتی ہے یا کس سے ملتی ہے۔ مسلسل نفسیاتی الجھن اور بے چینی کی وجہ سے پورن کی صحت مزید خراب ہو جاتی ہے۔ بیوی اس کی حالت سے بے خبر رہتی ہے۔ وہ اپنی دنیا میں مگن رہتی ہے اور ایک دن گھر چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے۔ پورن کی صحت زیادہ خراب ہونے پر اس کے گھر والے آشا کو بلواتے ہیں۔ آشا کے آنے سے پہلے ہی پورن موت کے قریب پہنچ چکا ہوتا ہے آشا اس کی یہ حالت برداشت نہیں کرپاتی اور کمرے میں آگ لگا کر خود بھی پورن کے ساتھ جل کر مر جاتی ہے۔

اس ناول کی کہانی رومانی المیہ ہے۔ فنی اعتبار سے یہ ناول کمزور نوعیت کا ہے۔ ناول کے نسوانی کردار اپنی انفرادیت کی وجہ سے اہمیت کے حامل ہیں۔ "آشا" کا کردار صرف تخیل کی دنیا تک ہی اہم ہے عملی طور پر اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ آشا کا کردار نچلے طبقے کی نمائندگی کرتا ہے۔ جس کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اس کے جذبات واحساسات کو نظر انداز کر کے اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پورن کی بے پناہ اور سچی محبت کے باوجود ظالم سماج ایسا کھیل کھیلتا ہے کہ وہ پورن کے خلاف سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہے:

"بھول گئے نا! اتنی جلدی بھول گئے پورن سنگھ جی!" آشا نے اپنی کوٹھڑی کی زمین پر گر کر سوچا۔"(2)

آشا ظالم دنیا کے سامنے ہار جاتی ہے۔ اس کردار کے ذریعے عصمت چغتائی نے معاشرے کی مجبور، مظلوم اور بے سہارا عورتوں کی تصویر پیش کی ہے۔

ناول میں دوسرا اہم نسوانی کردار چمکی کا ہے جو ایک نوکرانی ہے نچلے طبقے سے تعلق رکھتی ہے مگر اپنے ہی جیسی نوکرانی سے حسد بھی کرتی ہے۔ وہ پورن کو دل ہی دل میں چاہتی تھی مگر پورن اس کو نظر انداز کرتا رہا۔ جب پورن اور آشا ایک دوسرے کے قریب ہونے لگے تو یہ بات چمکی سے برداشت نہ ہو سکی اس نے وہی کیا جو ایک رقیب کرتا ہے۔ چمکی کا کردار عام عورت کا کردار ہے جو اپنے محبوب کو کسی اور کے ساتھ دیکھ کر جل بھن جاتی ہے۔ وہ ان دونوں کو الگ کرنے کے منصوبے تیار کرتی ہے۔ وہ یہ بات جانتی ہے کہ پورن اسے حاصل نہ ہو گا اس کے باوجود وہ اپنی سی کوشش کرتی ہے اور سب گھر والوں تک آشا اور پورن کے عشق کی خبر پہنچاتی ہے۔

ناول کا ایک اور اہم نسوانی کردار پورن کی والدہ کا ہے۔ اس کردار میں ہمیں انا اور پرانی روایات میں جکڑی ہوئی ہندوستانی ماں کا روپ دیکھنے کو ملتا ہے۔ جسے ہرگز یہ قبول نہیں کہ ایک غریب، عام اور سادہ لڑکی اس کی بہو بنے۔ اس کا جاہ و جلال اور رعب سارے گھر والوں کو روایات پر قائم رکھنے کے لیے کافی ہے۔ اس کے غصے کے حوالے سے عصمت چغتائی لکھتی ہیں:

"ماتا جی اپنے جلال سے تنی ہوئی دروازے میں کالی گھٹا کی طرح منڈلا رہی تھیں۔"(3)

پورن کی ماں ہندوستان کی امیر خاتون ہیں ان کا غصہ، انا اور ضد اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ امیر بیگمات اپنی بات اور روایات کو قائم رکھتی تھیں چاہے اس کے لیے ان کو اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑے۔ ان کے کردار میں ہم ہندوستانی معاشرے کی بیگم کا عکس دیکھ سکتے ہیں۔

ناول کا سب سے اہم نسوانی کردار پورن کی بیوی شانتا کا ہے۔ یہ عصمت کا آئیڈیل کردار معلوم ہوتا ہے کیونکہ شانتا نے معاشرے کے رسوم و رواج کو اپنانے کے بجائے اپنی خواہشات کو پورا کیا۔ یہ کردار ہمیں بتاتا ہے کہ حق نہ ملنے پر خاموش بیٹھنے سے بہتر ہے لڑا جائے۔ شانتا عام ہندوستانی عورت کی طرح چپ چاپ اپنی بربادی کا تماشا نہیں دیکھتی بلکہ سرعام عشق لڑاتی ہے۔ اس کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے عصمت لکھتی ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

"مہیش کی چاپ سن کر شانتا کی روح کے دروازے چوپٹ کھل جاتے اور وہ اس کی ایک ایک بات، ایک ایک آواز دل کی گہرائیوں میں جذب کر لیتی (4)"۔

کچھ عرصہ ان کا عشق چلا اور پھر وہ دونوں گھر سے بھاگ گئے۔ ان دونوں کا ایک دوسرے کی طرف مائل ہونا ان کے نفسیاتی اور جنسی مسائل کا حل تھا۔ شانتا گھٹ کر جینے کے بجائے آزاد ہونا پسند کرتی ہے اس کے بدلے میں چاہے زمانے بھر کی ذلت ہی کیوں نہ اس کا مقدر بن جائے۔ عصمت چغتائی نے معاشرے کا عکس پیش کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی رسم و رواج پر گہری چوٹ لگائی ہے۔ ہندوستانی معاشرے میں بیوی اور پتنی کا مطلب عورت کا اپنی جان پر ظلم سہنا اور خاموش رہنا ہے، اپنے شوہر کا ہر ستم برداشت کرنا اور شکوہ زبان پر نہ لانا ہے۔

معصومہ: اس ناول کی کہانی تقسیم ہند کے بعد ہونے والے مسائل پر مبنی ہے۔ اس ناول کا مرکزی نسوانی کردار معصومہ ہے۔ وہ ایک عام سی گھریلو لڑکی ہے مگر گھر والوں کی بھلائی اور بہتری کے لیے طوائف بن جاتی ہے۔ معصومہ کا والد اس غرض سے پاکستان جاتا ہے کہ وہاں گھر اور نوکری کا انتظام کرنے کے بعد سب گھر والوں کو بلا لے گا مگر اس نے پاکستان میں ایک نوعمر لڑکی سے شادی رچالی اور وہیں کا ہو کر رہ گیا۔ معصومہ کے بہن بھائی اور والدہ پہلے حیدر آباد میں مقیم تھے۔ دن بدن حالات خراب ہوتے گئے اور ان کو حیدر آباد چھوڑ کر بمبئی آنا پڑا۔ یہاں آنے کے بعد بھی حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آسکی یہاں تک کہ فاقوں کی نوبت آن پہنچی اور پھر بیگم کی ملاقات احسان صاحب سے ہوئی جو ان کی مالی مدد کرنے لگے۔ ان کی نظر بیگم کی خوبصورت بیٹی معصومہ پر تھی اسی وجہ سے وہ اس خاندان کی کفالت کرنے لگے۔ وہ معصومہ کو فلم کی دنیا میں لانا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بیگم کی ملاقات ایک عیاش آدمی "احمد بھائی" سے کروائی جو شراب پینے، جوا کھیلنے کے علاوہ مختلف قسم کی عورتوں سے تعلق بھی رکھتا ہے۔ وہ معصومہ کی الہڑ جوانی دیکھ کر اپنا ایمان برقرار نہ رکھ سکا۔ وہ اس غرض سے بیگم کی خواہشات اور اس خاندان کی ضروریات کو پورا کرنے لگا۔ جب بیگم کو اس کی نیت کا پتہ چلا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ اس آدمی کے احسانات تلے دب چکی تھی اور خاندان کا خرچ چلانے کا اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔ بیگم افسوس کے علاوہ اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہ کر سکیں۔ اس طرح معصومہ احمد بھائی، راجہ صاحب اور ان جیسے کئی لوگوں کے ہاتھوں کا کھلونا بن گئی۔ اس سب کے باوجود شرافت اور نسوانیت آخر تک معصومہ کے کردار کا حصہ رہی۔

عصمت چغتائی نے معصومہ کے کردار کے ذریعے ایسی عورت کی نمائندگی کی ہے جو سماجی طبقاتی شعور کی وجہ سے گناہ کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دی جاتی ہے۔ اس کی محرومیاں اور حسرتیں ساری زندگی معصومہ کا پیچھا کرتی ہیں۔ عصمت چغتائی اس کی زندگی میں ہونے والے واقعات کو اس قدر پریشان کن بتاتی ہیں کہ معصومہ خواب میں بھی اپنی زندگی کو برباد ہوتا ہوا محسوس کرتی ہے۔ وہ تمام چیزیں جو اس کی معصومیت اور شرافت کو دھندلا کرتی ہیں:

"وہ رو رہی ہے۔ ہولے ہولے خاموشی سے رو رہی ہے۔ اس کا چہرہ اندھیرے میں کھویا ہوا ہے۔ سر جھکا ہوا ہے اور کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ رو رہی ہے۔ ڈر رہی ہے کیونکہ اس کے رخساروں پر بہنے والے آنسوؤں میں ستاروں کی جوت نہیں جو اتنے کالے اتنے دبیز اندھیرے میں چمک سکیں۔ کوئی آرہا ہے۔ اس کے پیچھے دبے پاؤں۔ کوئی غیر مرئی ہیولا۔"(6)

معصومہ کی زندگی بظاہر آسان لگتی ہے مگر اس میں ملنے والے زخم بہت گہرے اور ہمیشہ تازہ رہنے والے ہیں۔لوگ اس کو اپنے ساتھ تو رکھنا پسند کرتے ہیں مگر اس کو اپنانا پسند نہیں کرتے اس کی کھوئی ہوئی عزت اس کو واپس نہیں دلا سکتے کہ جہاں سے وہ پہلے جیسی معصومہ بن کر آرام و سکون اور عزت کی زندگی گزار سکے۔ معصومہ کے کردار میں ہمیں عصمت چغتائی کے کردار کی کچھ خصوصیات دیکھنے کو ملتی ہیں۔جیسا کہ معصومہ کے ادبی ذوق کے حوالے سے وہ لکھتی ہیں:

"اسے شیلے سے عشق تھا اور کیٹس پر دم جاتا تھا بائرن کے نام پر دل دھڑکنے لگتا تھا۔"(7)

عصمت چغتائی نے انسانی نفسیات کی خرابیوں کو بھوک سے منسلک کیا ہے۔اس میں جنس ،روٹی، شہرت، عزت، دولت وغیرہ کی بھوک شامل ہے۔ایک ایسی ماں جو اپنی بیٹی کو سکھاتی ہے کہ عورت کی عزت ہی اس کا زیور ہے۔وہی ماں خاندان کی بھوک کی وجہ سے اپنی بیٹی کو سکھاتی ہے کہ عورت کی عزت ہی اس کا زیور ہے۔وہی ماں خاندان کی بھوک کی وجہ سے اپنی بیٹی کو ایک بوڑھے شخص کے حوالے کر دیتی ہے۔اپنے آپ کو بے قصور اور مجبور ٹھہرانے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے شوہر سے بدلہ لینے کے جذبات بھی ظاہر کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

"شاید اس طرح انہوں نے اپنے شوہر سے بدلہ لے لیا ادھر وہ کسی کی انیس بیس برس کی کونپل کو کھرل کر رہے تھے ادھر ان کی اسی عمر کی بیٹی کے دام لگ رہے تھے۔بڑے میاں کو خبر ملے گی کہ صاحب زادی نے دھندا شروع کیا تو مزا آجائے گا"(7)

معصومہ کی ماں کے روپ میں عصمت چغتائی نے معاشرے کی وہ عورت دکھائی ہے جو مجبور اور بے بس ہو کر اپنی بیٹی کو غلط کاموں کی طرف دھکیل دیتی ہے۔معاشرے کی اس بے حسی کو ظاہر کیا ہے کہ ایک عورت جب تک اپنا جسم نہ بیچے وہ اپنے گھر والوں کی بھوک ختم نہیں کر سکتی۔اس ساتھ عصمت نے بدلے کی آگ میں سلگتی ہوئی عورت کی جھلک بھی دکھائی ہے جو اپنے شوہر سے بدلہ لینے کے لیے اپنی بیٹی کو داؤ پر لگا دیتی ہے۔یہ بدلہ ایک ایسے شوہر سے ہے جو اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی سے شادی کر چکا ہے اور اپنی بیٹیوں کی ذمہ داری سے آنکھیں پھیر لی ہیں۔معصومہ کی ماں کے کردار میں کچھ دوہرا پن محسوس ہوتا ہے کہیں لگتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو گناہ کی دلدل میں دھکیل کر پچھتا رہی ہے اور کہیں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایسا جان بوجھ کر کرتی ہے وہ چاہتی تو اپنی اولاد کی خاطر خود کوئی کام کر سکتی تھی مگر وہ ایسا نہیں کرتی۔وہ چاہتی تو اپنے والدین یا رشتہ داروں سے مدد مانگ سکتی تھی مگر وہ ایسا کرتی ہوئی بھی دکھائی نہیں دیتی بلکہ وہ تو اپنی بیٹی کو طوائف بنا کر خود عیش و عشرت سے رہتی ہے اس طرح باقی بچوں کی پڑھائی وغیرہ کا بندوبست بھی ہو جاتا ہے۔

یہاں عصمت چغتائی نے ایسی عورت کی نفسیات کو بیان کیا ہے جو اپنے بچوں کی ہر ضرورت اور خواہش کو پورا تو کرنا چاہتی ہے مگر محنت نہیں کرنا چاہتی، عیش و عشرت کی زندگی چاہتی ہے قربانی دینا اس کو نہیں آتا۔ایک معصوم لڑکی صرف اپنی ماں کی وجہ سے برباد ہو جاتی ہے۔

حوالہ جات

1۔عصمت چغتائی کیسی بیوی کیسا شوہر، مجموعہ: عصمت چغتائی کے سو افسانے، مرتبہ، آصف نواز چودھری، محمد طارق چودھری، لاہور، چودھری اکیڈمی، 2023، ص845۔

2۔یونس اگاسکر، عصمت چغتائی سے ایک مکالمہ، نگار، ماہنامہ، ص،10۔

3۔ محمد شمع افروز زیدی، ڈاکٹر، باتیں عصمت آپا سے، انٹرویو، بیسویں صدی، سالنامہ، ص24۔

4۔ عصمت چغتائی کلیات عصمت چغتائی، مرتبہ: آصف باجوہ، لاہور، عبداللہ اکیڈمی، 2013، ص،396۔

5۔ ایضا، ص320۔

6۔ ایضا، ص،406۔

7۔ ایضا، ص،487۔